بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبارات اکابر (حصہ اول،شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ)

ازافادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

عبارت نمبر 1:

شاہ اسماعیل شہید {المتوفی 1831ء} نے تقویۃ الایمان میں لکھاہے کہ نبی اللہ کے سامنے چوہڑے چمار سے بھی بدتر ہیں، توانہوں نے شان نبوت میں یہ گستاخی کی ہے۔

جواب 1:

تقویۃ الایمان کی اصل عبارت ملاحظہ ہو:

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے شرک کا عنوان قائم کرنے کے بعد لکھاہے:

یقین جان لیناچاہئے کہ ہر مخلوق چھوٹایابڑاوہ اللہ کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہے۔

تقویۃ الایمان:26

تو یہاں نبی کا ذکر ہی نہیں تو اعتراض کس بات پر، ممکن ہے کہ معترض کہے کہ اس میں لفظ ہے "ہر مخلوق "اور ہر مخلوق میں نبی بھی آجاتے ہیں تو گویا یہ نبوت کی گستاخی ہے،توجواب یہ ہوگا کہ اگر اس عموم کو تسلیم کرلیاجائے کہ ہر مخلوق میں نبی بھی داخل ہے تو قرآن مجید میں کئی مقامات پہ لفظ "انسان" کو مطلقاذکر کیاگیاہے اور پھر اس کی شناعت کو بیان کیاہے لیکن اس عموم سے انبیاء علیہم السلام خارج ہیں، ذیل میں چند آیات ملاحظہ ہوں:

1: خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ

سورہ الانبیاء:37

ترجمہ:انسان جلد باز پیدا کیا گیا ہے۔

تو کیااس عموم میں انبیاء بھی داخل ہیں؟

2: اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ

الانبیاء:98

ترجمہ:اللہ تعالی کو چھوڑ کر جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ سب جہنم کا ایندھن ہوں گے۔

تواس آیت کی روسے کافر کہہ سکتاہے کہ انبیاء کی عبادت بھی لوگوں نے کی ہے تواس کافر کی بات کاکیاجواب دوگے؟توجواب یہی ہوگا کہ اس عموم میں انبیاءشامل نہیں ہیں تواسی طرح لفظ"ہر مخلوق"کے عموم میں بھی انبیاءشامل نہیں ہیں۔

3: وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا

الاحزاب:72

توکیااس میں انبیاء بھی داخل ہیں؟تو یہاں پہ بھی آپ کہوگے کہ نہیں، تواسی طرح یہاں بھی نبی اس میں داخل نہیں ہیں۔

فائدہ:ہر لفظ میں عموم تسلیم کرنادرست نہیں ہے وگرنہ کئی مقامات پہ عقائد پہ زدپڑے گی مثلاارشاد ربانی ہے:

4: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ الانبیاء:35

ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے، اور دوسرے مقام پہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ المائدہ:116

یہاں اللہ تعالی نے اپنی ذات پر لفظ "نفس" کا اطلاق کیا ہے تو اگر اس لفظ کو اپنے عموم پہ رکھیں تو کہنا پڑے گا کہ اللہ تعالی پہ بھی موت آئے گی {العیاذ باللہ} حالانکہ اس معنی کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

تو ان چند آیات سے معلوم ہوا کہ ہر جگہ عموم مراد لینا درست نہیں ہے۔

جواب 2:

اگر یہ عبارت گستاخانہ ہے تو پھر متقدمین کی عبارات میں بھی اس طرح کے الفاظ ملتے ہیں ان پہ کیا حکم ہو گا؟

1: علامہ شہاب الدین سہروردی متوفی 632 ہجری فرماتے ہیں:

بَلَغَنَا عن رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا. لَا يَكْمُلُ إِيْمَانُ الْمَرْءِ حَتّٰى يَكُوْنَ النَّاسُ عِنْدَهُ كَالْأَبَاعِرِ

عوارف المعارف ج4 ص360

ترجمہ: ہمیں نبی علیہ السلام کی طرف سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ بندے کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا یہاں تک تمام انسان اللہ کے نزدیک مینگنیوں کی طرح نہ ہو جائیں۔

فائدہ:: ہم نے علامہ شہاب الدین سہروردی متوفی 632 ھجری کی عبارت بطور الزام کے پیش کی ہے، اور اس کا حدیث ہونا بسیار تلاش کے بعد ہمیں کتب حدیث سے نہیں ملا، محمد بن علی بن محمد ابن العربی الاندلسی {التوفی 638 ھجری} نے اپنی کتاب تفسیر ابن عربی میں اس عبارت کو کسی کا مقولہ قرار دیا ہے، عبارت ملاحظہ ہو:

{يوم يكون الناس كالفراش} أي: يكونون في ذلك الشهود في الذلة وتفرّق الوجهة كالفراش المنتثر وأحقر وأذلّ لأنه لا قدر ولا وقع لهم في عين الموحد كقوله: لن يكمل إيمان المرء حتى يكون الناس عنده كالأباعر أو كالفراش

تفسیر ابن عربی تحت الایۃ یوم یکون الناس کالفراش

2: خواجہ نظام الدین اولیاء التوفی 725 لکھتے ہیں:

ایمان کسے تمام نہ شود تا ہمہ خلق نزد او ہمیں چنیں نہ نماید کہ پشک شتر

فوائد الفوائد ص61

ترجمہ: کسی شخص کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک اسے تمام لوگ اللہ کے سامنے ایسے نہ دکھائی دیں جیسے اونٹ کے مینگنی۔

تو اہل بدعت کا ان اکابر پر کیا فتوی ہو گا؟

عبارت نمبر 2:

شاہ اسماعیل شہید نے لکھا ہے کہ اگر نماز میں گدھے کا خیال آجائے تو اتنا برا نہیں ہے جتنا کہ نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آجائے وہ برا ہے۔

جواب 1:

یہ عبارت صراط مستقیم کی ہے اور صراط مستقیم یہ شاہ اسماعیل کی کتاب نہیں بلکہ یہ تو سید احمد شہید رحمہ اللہ کتاب ہے جو حضرت شاہ

اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے شیخ تھے، شاہ صاحب نے اس کتاب میں ان کے مواعظ وملفوظات کو صرف جمع کیا تھا۔

جواب 2:

اولا اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ نماز کے متعلق مسائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالتمآب باشد بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورتِ گاو خرِخود است کہ خیال آں با تعظیم اجلال بسوایدائے دلِ انسان ے چسپد بخلافِ خیال گاو خر نہ آں قدر چسپید گی ے بود و نہ تعظیم بلکہ مہان و محقر بود“۔

ترجمہ: (نماز میں صوفیائے کرام کا) اپنی تمام توجہ کو اپنے شیخ اور شیخ جیسی بزرگ ہستیوں کی طرف لگا دینا اگرچہ وہ شخصیت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہو، اپنی گائے اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہو جانے (ڈوب جانے) سے کئی درجہ برا ہے کیونکہ بزرگ ہستیوں کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل کی گہرائیوں میں جا چپکتا ہے اور بیل اور گدھے کا خیال، نہ تو اس قدر دل تو لگتا ہے اور نہ اس میں تعظیم ملحوظ ہوتی ہے بلکہ حقیر و ذلیل ہوتا ہے۔

فائدہ: ہم نے سہولت کے پیش نظر عبارت کا سلیس اور آسان ترجمہ کیا ہے۔

اب عبارت کی مختصر تفہیم یہ ہے:

اس عبارت میں حضرت شاہ صاحبؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں معظم، اجلال، تعظیم، اور رسالتمآب جیسے شاندار الفاظ استعمال فرمائے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا اس عبارت میں اشارہ تک نہیں ملتا۔ مگر معترضین اس عبارت کا مفہوم بہت خوفناک بنا کر بیان کرتے ہیں۔ خصوصا اس عبارت میں موجود دو لفظوں پر زیادہ زور دیتے ہیں اور خود ساختہ ترجمہ و مطلب کرتے ہیں، وہ دو لفظ یہ ہیں کہ انہوں نے نماز میں گھوڑے گدھے کے خیال کو بد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کو بدتر کہا۔

نفس انسان کو نماز میں دھوکا دیتا ہے کہ نماز جلدی جلدی پڑھ لو اور ساتھ شیطان بھی وسوسہ ڈالتا ہے کہ کبھی کس خیال میں لگا دیتا ہے کبھی کس خیال میں، تو ایک ہے خیال کا خود بخود آ جانا اور ایک ہے خیال کا لانا۔ خیال کا آ جانا اتنا برا نہیں ہے جتنا کہ خیال کا لانا یہ برا ہے، حضرت شاہ صاحبؒ نماز میں حضور علیہ السلام کے خیال آنے کو ہرگز نقصان دہ نہیں سمجھتے وہ تو ”صرف ہمت“ کو نقصان دہ سمجھتے ہیں ”صرف ہمت“ کا ترجمہ معترضین نے ”خیال“ کر دیا۔ حالانکہ یہ تصوف کی اصطلاح ہے اس کا مطلب خیال نہیں، بلکہ اس کا مطلب ہے کامل توجہ، کسی کے دھیان میں خود کو غرق کر دینا۔ کسی ایک ہستی پر دھیان جمالینا۔ سب سے یکسو ہو کر ایک طرف متوجہ ہو جانا۔ غرض اس کا ترجمہ و مطلب خیال آنا نہیں بلکہ خیال میں کھو جانا ہے۔ گویا خیال اور صرف ہمت میں بہت بڑا فرق ہے مگر اہل بدعت کو یہ فرق نظر نہیں آتا۔

اتنی بات تو ہر مسلمان جانتا ہے کہ نماز میں نمازی کی کامل توجہ کا حقدار اللہ تعالی ہی ہے جان بوجھ کر اپنی توجہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف پھیرنا نمازی کیلئے درست نہیں۔ ارشاد خداوندی ہے: "اقم الصلاة لذكري" اور میری یاد کی نماز پڑھا کرو۔ نیز ارشاد ہے: قوموا للہ قانتین اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ان تعبد اللہ کانک تراہ (الحدیث) اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ خیال باندھ لو کہ بلاشبہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اب جبکہ نماز میں خدائے پاک کے سوا کسی اور کی طرف صرف ہمت (صوفیانہ توجہ) کی اجازت نہیں تو اس لئے حضرت شاہ صاحب کسی اور کی طرف "صرف ہمت" کو نقصان دہ بتاتے ہیں اور ساتھ ہی یہ وضاحت بھی فرماتے ہیں کہ اگر صرف ہمت کسی گھٹیا اور کم تر چیز کی طرف ہو گی تو نقصان کم ہو گا اور اگر اعلی ہستی کی طرف صرف ہمت ہو گی تو زیادہ نقصان دہ ہے۔ اس عبارت میں نہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی توہین کی گئی ہے اور نہ کسی قسم کی گستاخی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

اور آخر میں شاہ صاحب نے جو عشق و محبت میں لبریز جملہ کہا ہے اس جملے پر اہل بدعت کو خوب غور کرنا چاہیے وہ جملہ یہ ہے:

"خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دل انسان می چسپد"

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال میں اس قدر مٹھاس ہے اتنی زیادہ حلاوت و شیرینی ہے اور اس درجہ کشش ہے کہ وہ انسان کے دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے اور پھر چپک کر رہ جاتا ہے۔

کیا اس محبت بھرے جملہ کے بعد بھی کوئی حضرت شاہ صاحب پہ گستاخی کا الزام لگا سکتا ہے؟

عام فہم مثال:

عوام کو سمجھانے کیلئے اس انداز میں بھی بات کہی جاسکتی ہے کہ مثلا آپ جنگل میں ہیں اور وہاں نماز کا وقت ہو گیا آپ کے پاس نماز پڑھنے کیلئے ایسی جگہ ہے کہ اگر وہاں نماز پڑھیں تو سامنے سے لوگ گزریں گے اور ان سے بچنا مشکل ہے، اور وہاں ایک بزرگ بھی موجود ہیں تو آپ ان سے کہو کہ جناب آپ ذرا میرے سامنے بیٹھ جائیں بطور سترہ کے تاکہ میں نماز پڑھ لوں اور لوگوں کو گزرنے میں مشقت نہ ہو اور دوسری جانب اگر وہاں معمولی سی کوئی لکڑی پڑی ہے آپ اسے سترہ بنالیں تو کون سی بات درست ہے؟ ظاہر ہے دوسری صورت نہ کہ پہلی، تو کیا کسی کے ذہن میں بھی یہ بات آئے گی کہ اس نے اس معمولی لکڑی کو اس بزرگ سے افضل سمجھا اور بزرگ کی توہین کی؟ کیونکہ اس نے بزرگ کو سترہ نہیں بنایا اور معمولی سی لکڑی کو سترہ بنالیا۔

جواب 3:

حضرت الشیخ متکلم اسلام مولانا الیاس گھمن حفظہ اللہ اس عبارت کا جواب یوں ارشاد فرماتے ہیں:

مثلا اگر کسی بریلوی کے گھر میں جناب احمد رضا خان صاحب آجائیں اور وہ فورا اپنی ماں بہن یا بیٹی کو کہے کہ پردہ کر لو لیکن اگر تھوڑی دیر بعد کوئی کتا گھر میں گھس آئے اور وہ اپنی ماں بہن کو پردہ کا نہ کہے، تو کیا ہم یہ کہیں گے جناب احمد رضا خان صاحب کتے سے بھی بدتر ہیں؟ {کہ جناب احمد رضا خان صاحب سے تو پردہ کروادیا اور کتے سے نہیں کرایا} ہرگز نہیں بلکہ کہیں گے جناب خان صاحب اس میں آپ کی عزت ہے کیونکہ کتے کی کوئی حیثیت نہیں ہے کہ اس کے آنے سے پردہ کرایا جائے لیکن آپ کی عزت اور حیثیت ہے جس کی وجہ سے آپ سے پردہ کروایا ہے۔

عبارت نمبر 3:

شاہ صاحب نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں انکی یہ عبارت حدیث شریف کے خلاف ہے کیونکہ حدیث پاک میں کہ انبیاء کرام کے اجساد کو مٹی میں نہیں کھاسکتی۔

جواب 1:

شاہ صاحب کی اصل عبارت یہ ہے: میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں، تو کب سجدہ کے لائق ہوں، سجدہ تو اسی ذات پاک کو ہے جو کبھی نہ مرے۔

اس عبارت میں لفظ "ملنے والے ہیں" اس کے دو معنی ہیں: ایک معنی ہے: ذات میں ایک ہو جانا، پیوست ہو جانا، ذرہ ذرہ ہو جانا، اور دوسرا معنی ہے: لاحق ہونا، مل جانا، متصل ہونا، دفن ہو جانا۔

اور یہاں شاہ صاحب کی مراد یہی دوسرا معنی ہے نہ کہ پہلا، مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دفن ہونے کے بعد آپ کا کفن مبارک مٹی میں ملا ہوا ہے، متصل ہے، مٹی نے آپ کے کفن کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

اشکال: عبارت میں ہے کہ مٹی میں ملنے والے ہیں تو لفظ "میں" موجود ہے اس وقت دوسرا معنی نہیں بلکہ پہلا معنی مراد ہو گا۔

جواب: نور اللغات جلد 4 صفحہ 738 میں ہے کہ لفظ "میں" "سے" کے معنی میں آتا ہے، کیونکہ یہ حروف جارہ ہیں اور یہ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے رہتے ہیں، جیسے کہتے ہیں، درخت میں باندھ دو، اس کا معنی ہوتا ہے درخت سے باندھ دو، اسی طرح مٹی میں ملنے والے ہیں کا مطلب یہ ہے مٹی سے ملنے والا ہوں، یعنی مٹی میں دفن ہونے والا ہوں۔

عبارت نمبر 4

ایک اعتراض یہ ہے کہ شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ" نبی صلی اللہ کی عزت و مرتبہ بڑے بھائی کی طرح ہے"اور اس طرح نبی علیہ السلام کہنا یہ تو صریح کو بھائی کہنا گستاخی ہے ۔

جواب نمبر 1:

تمام مسلمان آپس میں خواہ ادنیٰ ہوں یا اعلیٰ ایک اصل ایمان کی طرف منسوب ہونے کی بنا پر بھائی بھائی ہیں اور دینی اور اسلامی نسبت سب سے اشرف و اعلیٰ ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ الحجرات:10" مومن سب آپس میں بھائی بھائی ہیں" یہ بھی ظاہر ہے کہ لفظ مومنون اور مسلمون عام ہیں، جس سے مسلمانوں اور مومنوں کا کوئی فرد بھی باہر نہیں ہے اور آنحضرت ﷺ کو اس سے خارج کرنا بلا کسی دلیل کے ہے۔

جواب نمبر 2:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہ السلام کو جگہ جگہ ان کی اقوام کا بھائی قرار دیا ہے، چند آیات ملاحظہ ہوں:

1: وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا۔

الاعراف:50

ترجمہ: اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔

2: وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صَالِحًا۔

الاعراف:73

ترجمہ: ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔

3: وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا

الاعراف:85

ترجمہ: مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔

4: اور آپ علیہ السلام کو بھی بھائی کہا گیا ہے، ارشاد ربانی ہے:

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ

التوبة:١١

ترجمہ: اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں ۔

اس آیت میں آنحضرت ﷺ کا بھائی ہونا ثابت ہوا، کیونکہ اخوانکم' میں ضمیر "کم" کے اوّلین مخاطب تو آنحضرت ﷺ ہی ہوں گے کیونکہ وحی اصالۃً آپ ہی کی طرف آتی تھی اور دوسرے مسلمان بعد میں مخاطب تصور ہوں گے۔

جواب نمبر 3:

احادیث میں بھی آپ علیہ السلام نے اپنے آپ کو بھائی فرمایا ہے، ذیل میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

1: عن عروۃ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب عائشۃ إلی أبی بکر فقال لہ أبو بکر إنما أنا أخوك فقال: أنت أخی فی دین اللہ و کتابہ وھی لی حلال۔

بخاری جلد 2 ص 760 رقم الحدیث: 4793

ترجمہ: حضرت عروہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب حضرت ابو بکر صدیقؓ سے حضرت عائشہؓ کا رشتہ پوچھا تو حضرت ابو بکرؓ نے اخوت اسلامی کی بنا پر عرض کیا حضرت میں تو آپ کا بھائی ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں واقعی تو میرا اسلامی بھائی ہے {لیکن اس سے حرمت نکاح ثابت نہیں ہوتی اس لیے کہ نکاح کی حرمت نسب یا رضاع سے ثابت ہوتی ہے}۔

2: قال البراء: عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انت اخونا ومولانا.

بخاری جلد 1 ص 372 رقم الحدیث: 4425

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے {زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا} کہ تم ہمارے بھائی اور ہمارے دوست ہو۔

3: عن عمر بن الخطاب قال: استأذنت النبی ﷺ فی العمرۃ فأذن لی، وقال: لا تنسنا یا أُخیَّ من دعائك

بخاری جلد 2 صفحہ 61، رقم الحدیث: 1194

ترجمہ: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عمرہ پہ جاتے وقت آپ علیہ السلام سے اجازت طلب کی تو مجھے اجازت مل گئی اور آپ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اے میرے چھوٹے بھائی اپنی دعاوں میں یاد رکھنا اور ہمیں نہ بھلانا۔

جواب نمبر 4:

صاحب تقویۃ الایمان نے جو یہ لکھا ہے کہ "انسان آپس میں سب بھائی ہیں، جو بڑا بزرگ ہو، وہ بڑا بھائی ہے، سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی چاہیے نہ خدا کی سی "الخ۔

تو اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جاہل مسلمانوں اور بعض بے وقوف صوفیوں کے قول کی تردید کے لیے لکھا ہے، جو کہ آنحضرت ﷺ کو لوازم بشریت سے نکال کر بجائے منصب رسالت و نبوت کے مرتبہ الوہیت پر پہنچا دیتے ہیں اور ناممکن افعال جو، صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے خاص ہیں، ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اس طرح کفر و شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں چنانچہ وہ لوگ تو یہاں تک پہنچ گئے کہ آنحضرت ﷺ کو مجسم خدا ماننے لگے اور اللہ تعالیٰ کی صفات خاصہ نبی علیہ السلام میں ماننے لگے تو شاہ صاحب نے ان احوال کو دیکھتے ہوئے فرمایا کہ صفت بشریت میں نبی علیہ السلام تمہاری مثل ہیں البتہ صفات میں وہ نوریوں سے بھی بڑھ کر ہیں، تو انہوں نے شرکیہ عقائد سے امت کو بچانے کے لیے ایک حدیث کے فائدہ تحت یہ بات لکھی تھی۔

عبارات اکابر (حصہ دوم، اکابر دیوبند کے خوابوں پر اعتراضات کے جوابات)

اکابر علماء دیوبند کے خوابوں پہ عموما اہل بدعت اعتراض کرتے ہیں تو اس کے متعلقہ چند اصولی باتیں ذہن نشیں کرلیں:

اصول نمبر 1:

خواب کی ایک صورت ہوتی ہے اور ایک اس کی حقیقت ہوتی ہے جس کو تعبیر کہتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خواب بظاہر بڑا اچھا ہوتا ہے لیکن اس کی تعبیر انتہائی بھیانک اور خوفناک ہوتی ہے، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خواب بظاہر بڑا خوفناک ہوتا ہے لیکن اس کی تعبیر انتہائی مبارک اور اچھی ہوتی ہے اور تعبیر سامنے آنے کے بعد خواب دیکھنے والے کی خوشی کی کوئی انتہاء نہیں رہتی۔

اس اصول پر بطور دلیل کے تین واقعات پیش کیے جاتے ہیں:

پہلا واقعہ:

عَن أمّ الْفضل بنت الحارث أَنَّهَا دَخلَتُ عَلى رَسُولِ اللّٰهِ صَلىَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِي رَأَيْتُ حُلُمًا مُنْكَرًا اللَّيْلَةَ. قَالَ» : وَمَا هُوَ؟« قَالَتْ: إِنَّهُ شَدِيدٌ قَالَ» : وَمَا هُوَ؟« قَالَتْ: رَأَيْتُ كَأَنَّ قِطْعَةً مِنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِي حِجْرِي. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلىَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» : رَأَيْتِ خَيْرًا تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ غُلَامًا يَكُونُ فِي . حِجْرِكِ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الحسَيْنَ فكَانَ فِي حِجْرِي كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلىَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَدَخَلْتُ يَوْمًا عَلى رَسُولِ اللّٰهِ صَلىَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهِ ثُمَّ كَانَتْ مِنِّي الْتِفَاتَةٌ فَإِذَا عَيْنَا رَسُولِ اللّٰهِ صَلىَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُهْرِيقَانِ الدُّمُوعَ قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا نبيَّ الله بِأَبِي أَنْت وَأمي مَالك؟ قَالَ: أَتَانِي جِبْرِيل عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبرنِي أَنَّ أُمَّتِي سَتَقْتُلُ ابْنِي هَذَا فقُلْتُ: هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ وَأَتَانِي بِتربَةٍ من تربته حمراء

(مشکوۃ ص ۵۷۲ ج ۲ رقم الحدیث. ۶۱۵۸)

ترجمہ:

حضرت ام فضل بنت حارث سے جو حضرت عباس کی زوجہ اور آنحضرت ﷺ کی چچی ہیں روایت میں ہے کہ وہ ایک روز رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بولیں کہ یا رسول اللہ ﷺ آج کی رات میں نے ایک ڈراؤنا خواب دیکھا ہے نہ تو میں اس کو بیان کرنا پسند کرتی ہوں اور نہ آپ اس کو سن کر پسند کریں گے (آنحضرت ﷺ نے فرمایا) مجھ کو سناؤ تو سہی آخر وہ کیا ہے، ام فضل نے کہا میں نے دیکھا کہ گویا آپ کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا کاٹا گیا ہے اور میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔ یہ سن کر رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم نے تو بہت اچھا اور مبارک خواب دیکھا ہے، اس کی تعبیر یہ ہے کہ انشاء اللہ فاطمہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور اس لڑکے کو تمہاری گود میں دیا جائے گا کیونکہ خاندان کی عورتوں میں تمہارا ہی رشتہ بڑا ہے اور تم اس لڑکے کی زیادہ بہتر طور پر تربیت کرسکو گی چنانچہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں لڑکا حسین پیدا ہوئے اور جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اس لڑکے کو میری گود میں دیا گیا۔ پھر ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور حسین رضی اللہ عنہ کو آپ کی گود میں دے کر ذرا دوسری طرف متوجہ ہوگئی اور پھر مڑ کر میں نے جو آپ ﷺ کی طرف نظر اٹھائی تو دیکھتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہیں، ام فضل کہتی ہیں میں نے گھبرا کر پوچھا اے اللہ کے نبی، میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، آپ ﷺ کو کیا ہوا جو رو رہے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ میری امت یعنی مسلمانوں ہی میں سے بعض لوگوں کی جماعت میرے اس بیٹے کو نہایت ظالمانہ طریقے سے عنقریب قتل کر دے گی، میں نے بڑی حیرت سے پوچھا کیا اس بیٹے کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اسی بیٹے کو بلکہ جبرائیل تو میرے پاس اس خاک زمین سے کچھ

مٹی بھی لے کر آئے تھے جہاں میرے اس جگر پارے کا خون بہایا جائے گا اور وہ مٹی سرخ تھی۔

غور کیجئے بظاہر کس قدر خوفناک خواب تھا کہ حضرت ام الفضل اسے بتلانے سے بھی گھبرا رہی تھیں مگر اس کی تعبیر کس قدر مبارک تھی۔

دوسرا واقعہ:

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی (ت150ھ) کا خواب ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی ت150ھ کا خواب ہے جسے امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ المتوفی ۳۲۱ھجری نے نقل کیا ہے۔

قَالَ أَبُوْ حَنِيفَةَ: رَأيتُ رُؤْيَا أَفْزَعَتْنِي، حَتّٰى رَأيتُ كَأَنِي أَنْبَشُ قَبرِ النَّبِيّ صَلىَ الله عَلَيهِ وَسَلَّمَ، فَأتَيْتُ الْبَصرة فَأَمَرْتُ رَجُلًا يَسْأَلُ محمَدَبْنَ سِيْرِيْنَ، فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: هٰذَاالرَّجُلُ يَنْبُشُ أَخْبَارَ النَّبِيّ صَلىَ الله عليه وَسَلَمَ

(تاریخ بغداد ج13 صفحہ 335)

ترجمہ:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ایسا خواب دیکھا کہ جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا، میں نے دیکھا گویا کہ میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی قبر مبارک کو کرید رہا ہوں،)میں بصرہ گیا اور ایک شخص کو محمد بن سیرین کے پاس (خواب کی تعبیر پوچھنے کیلئے بھیجا، اس کے تعبیر پوچھنے پر امام محمد بن سیرین نے فرمایا کہ یہ خواب دیکھنے والا شخص نبی علیہ السلام کی احادیث کی تحقیق اور جستجو کا کام کرے گا۔

پس جس طرح امام محمد بن سیرین نے فرمایا تھا یہ تعبیر حرف با حرف پوری ہوئی اور اللہ تعالی نے آپ سے تدوین فقہ کا کام لیا۔

یہاں پہ بھی بظاہر کس قدر برا خواب تھا مگر اس کی تعبیر کس قدر مبارک تھی۔

تیسرا واقعہ:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری (ت256ھ) کا خواب:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ فَارِسَ قَالَ سَمِعْتُ الْبُخَارِيْ يَقُوْلُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَأَنَّنِيْ وَاقِفٌ بَيْنَ يَدَيْهِ ،وَبِيَدِيْ مِرْوَحَةٌ أَذُبُّ بِهَا عَنْهُ فَسَأَلْتُ بَعْضَ الْمُعَبِّرِيْنَ فَقَالَ لِيْ أنتَ تَذُبُّ عَنْهُ الْكِذْبَ فَهُوَ الَّذِيْ حَمَلَنِيْ عَلٰى إِخْرَاجِ الْجَامِعِ الصَّحِيْحِ

(ہدی الساری لابن حجر ص9، مقدمہ بخاری ص4)

بظاہر یہ خواب کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے مکھیاں اڑانا نامناسب خواب ہے کیونکہ نبی علیہ السلام کے جسم مبارک پہ مکھیاں نہیں بیٹھتیں لیکن اس کی تعبیر کس قدر خوشنما ہے اور یہی تعبیر صحیح بخاری کی وجہ تصنیف ہے۔

اصول نمبر2:

خواب نیند کی حالت میں دیکھا جاتا ہے، اور نیند کی حالت میں صادر ہونے والے اقوال و افعال کا کوئی اعتبار نہیں ہے، جیسا کہ احادیث میں ہے:

1: عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: رفِعَ القَلَمُ عَنْ ثَلَاثة عَنِ النَّائم حَتّٰى يَسْتَيْقَظَ و والمعتوه

حتی یفیق والصبی حتی یعقل

الطبرانی، رقم الحدیث:10510

ترجمہ: تین آدمی مرفوع القلم ہیں سونے والا جب تک بیدار نہ ہو اور مجنون جب تک اسے جنون سے افاقہ نہ ہو، اور بچہ جب تک بالغ نہ ہو جائے۔

2: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِيْ النَّوْمِ تَفْرِيْط و انَّمَا التَّفْرِيط فِيْ الْيَقَظة

(ترمذی ج ا ص ۲۵، رقم الحدیث:117)

ترجمہ: نیند کی حالت میں کوئی کوتاہی نہیں ہے بلکہ کوتاہی اور جرم تو بیداری کی حالت میں ہے۔

اصول نمبر 3:

فقہاء کرام کا بھی اصول یہی ہے کہ حالت نیند میں کوئی شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا۔

چنانچہ علامہ محمد امین بن عمر بن عبد العزیز بن احمد ابن عابدین شامی (ت 1252ھ) فرماتے ہیں:

فِيْ التَّلْوِيْحِ فَهَذَا صَرِيْح فِيْ ان كَلَام النَّائِم لَا يُسَمّٰى كَلَاماً لُغة و لَا شَرْعًا بِمَنْزِلة الْمُهْمَل

فتاوی شامی ج ۲ ص ۵۸۸، مطلب فی طلاق المدہوش

ترجمہ: تلویح میں ہے بس یہ بات صریح ہے کہ سونے والے کا کلام بمنزلہ لغو ہے لہٰذا لغت اور شریعت کی رو سے اسے کلام نہیں کہا جا سکتا۔

اصول نمبر 4:

اہل بدعت کے اصولوں کے مطابق بھی خواب پر کسی قسم کا کوئی اعتراض کرنا درست نہیں ہے چنانچہ اس پر تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: جناب مولوی طاہر القادری صاحب لکھتے ہیں:

یہ بات خاص طور پر ذہن نشین رہنی چاہئے کہ خواب اور اس کی تعبیر میں فرق ہوتا ہے اس لیے خواب میں کچھ دیکھا جاتا ہے اور وہ تعبیر طلب ہوتا ہے خواہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی یا کوئی اور نظارہ اس سے بعینہ وہی مراد نہیں ہوتا بلکہ اس کا معنی مرادی اور ہوتا ہے اس لئے خواب میں نظر آنے والے منظر یا سنے جانے والے الفاظ کی ہمیشہ تاویل کی جاتی ہے جس کو اصطلاح میں تعبیر کہا جاتا ہے۔ اس لئے خواب میں جو کلمات ارشاد ہوں یا نظارہ کیا جائے اہل امانت و دیانت اس کی تعبیر کرتے ہیں ظاہری کلمات اور نظارہ کی بناء پر کبھی کسی نے گستاخی یا بے ادبی کے فتوے نہیں لگائے۔

(خوابوں اور بشارتوں پر اعتراضات کا علمی محاکمہ ص 59 منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور)۔

2: مولوی عبد الکلیم صدیق فانی صاحب لکھتے ہیں:

عالم رؤیا کے حالات واقعات پر شریعت کے احکامات نافذ نہیں ہوتے۔

(آئینہ اہلسنت ص 159)

3: مفتی غلام فرید ہزاروی صاحب لکھتے ہیں:

محض خوابوں کو خصوصاً مریدین یا خلفاء کے خوابوں اور انھیں کی تعبیرات کی بنیاد پر کسی پر کفر کا فتویٰ لگانا کہاں کی عقلمندی ہے۔

(انوار رضا کا اخوند زادہ نمبر ص 244)

ان بنیادی اصولوں کے بعد اکابر علماء دیوبند کے چند خواب جن پہ اعتراض کیے جاتے ہیں ان کو بمع اجوبہ نقل کیا جاتا ہے۔

مولانا قاسم نانوتوی (ت 1297ھ) کے خواب پر اعتراض

اللہ تعالی کی گود میں بیٹھنا

مولانا مناظر احسن گیلانی نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (ت 1297ھ) کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے بچپن میں خواب دیکھا کہ "میں اللہ تعالی کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں"

سوانح قاسمی جلد 1 ص 132

جبکہ یہ درست نہیں کیونکہ اللہ تعالی جسم سے پاک ہیں گویا مولانا قاسم نانوتوی نے مجسمہ کے عقیدے کا قول کیا ہے۔

جواب 1:

یہ خواب ہے اور خواب سے عقائد و اعمال کا ثبوت نہیں ہوتا جیسا کہ اس پہ چار اصول ما قبل میں گذر چکے ہیں۔

جواب 2:

جب ہم اس کی تعبیر معبرین سے پوچھتے ہیں تو اس کی تعبیر انتہائی مبارک معلوم ہوتی ہے۔

چنانچہ مشہور معبر علامہ عبد الغنی نابلسی رحمہ اللہ {م 1143ھ} نے لکھا ہے:

وَمَنْ رَاٰی اَنَّهُ يُعَانِقُهُ اَوْ يُقَبِّلُ عُضْواً مِنْ اَعْضَائِهِ فَازَ بِالْاَجْرِ الَّذِیْ يَطْلُبُهُ

تعطیر الانام فی تعبیر المنام جلد 1 ص 9

ترجمہ: اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ اللہ تعالی سے معانقہ کر رہا ہے یا اللہ کے اعضاء میں سے کسی عضو کو بوسہ دے رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ جس کام میں لگا ہے اس میں کامیاب ہو گا۔

مزید علامہ عبد الغنی نابلسی رحمہ اللہ {م 1143ھ} لکھتے ہیں:

وَمَنْ رَاٰی كَاَنَّهُ صَارَ الْحَقَّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی اِهْتَدٰی اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ

تعطیر الانام فی تعبیر المنام جلد 1 ص 9

ترجمہ: اگر کوئی شخص خود کو خواب میں خدا بنا ہوا دیکھے تو تعبیر یہ ہے کہ وہ صراط مستقیم پہ چلے گا۔

ایسے ہی ہوا اور مولانا قاسم نانوتوی کی مراد بھی پوری ہوئی کہ وہ دین کے کاموں میں مشغول ہوئے اور اس میں اللہ تعالی نے انھیں کامیابی عطاء فرمائی اور ان کا فیض چار دانگ عالم میں پھیلا اور انہوں نے اور ان کے شاگردوں نے جو دین متین کی خدمت کی وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوری {1346ھ} کے خواب پر اعتراض

علماء دیوبند اردو میں نبی علیہ السلام کے استاذ

مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ {1346ھ} نے براھین قاطعہ میں خواب ذکر کیا ہے کہ ایک صاحب نے نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اردو میں کلام فرمارہے ہیں تو اس نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کو اردو کیسے آگئی؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: جب سے دیوبند والوں کے ساتھ میرا معاملہ ہوا مجھے اردو آگئی ہے۔

معترضین کہتے ہیں کہ دیوبندیوں نے خود کو نبی علیہ السلام کا استاد بنالیا ہے اور یہ گستاخی ہے۔

جواب1:

یہ خواب ہے اور خواب سے عقائد واعمال کا ثبوت نہیں ہوتا جیسا کہ چار اصول ماقبل میں گذر چکے ہیں۔

جواب2:

یہ ایک خواب ہے اس کی تعبیر مولانا سہارنپوری نے یہ دی کہ علماء دیوبند اور مدرسہ دیوبند نے آپ علیہ السلام کی زبان یعنی علم حدیث کی جو خدمت اردو زبان میں سرانجام دی ہے زمانہ اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے، اور پھر حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ نے اس پر اللہ تعالی کا شکر ادا کیا۔

باقی یہ بات کہ دیوبندیوں نے خود کو نبی علیہ السلام کا استاذ قرار دیا یہ بات بالکل غلط ہے، کیونکہ اس خواب میں یہ کہیں بھی نہیں ہے کہ آپ علیہ السلام کو اردو زبان علماء دیوبند نے سکھلائی بلکہ یہ ہے کہ جب سے دیوبند والوں کے ساتھ میرا معاملہ ہوا تو مجھے اردو آگئی ہے۔

حضرت تھانوی (ت1362ھ) پر اعتراض کا جواب

مرید کا کلمہ "اشرف علی رسول اللہ" پڑھنا

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے ایک مریدنے ان کے نام کا کلمہ پڑھا جس کی وجہ سے مولانااشرف علی تھانوی نے بجائے اس پر سرزنش کرنے کے اس کے متبع سنت ہونے کی گواہی دی۔

جواب1:

سب سے پہلے توحضرت تھانوی رحمہ اللہ کے اس مرید کاخواب اوراس کاواقعہ اسی کے اپنے الفاظ سے نقل کیاجاتاہے۔

وہ صاحب کہتے ہیں:

کہ میں سوگیا کچھ دیربعد خواب دیکھتاہوں کہ کلمہ شریف لاالہ الااللہ محمدرسول اللہ پڑھتاہوں۔ لیکن محمدرسول اللہ کی جگہ حضور کانام لیتاہوں اتنے میں دل کے اندرخیال پیداہوتاہے کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیئے تھا اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتاہوں دل پر یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے محمدرسول اللہ کے اشرف علی نکل جاتاہے حلانکہ مجھ کو اس بات کا علم بھی ہے کہ اس طرح درست نہیں ہے لیکن بے اختیارزبان سے یہی نکل جاتاہے .دوتین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کواپنے سامنے دیکھتاہوں اوربھی چند شخص حضورعلیہ السلام کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی زمین پر گرگیا اورنہایت زور کے ساتھ چیخ ماری اورمجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں ہے اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر نا طاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اوربیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال تھا لیکن حالت بیداری میں جب کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیاجاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہوجاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اورپھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردرود پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتاہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی .حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا۔

(الامداد ص 35 ماہ صفر 1334)

اس عبارت سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ کلمہ شریف میں غلطی حالت خواب میں ہوئی تھی اور پھر اس پر وہ خاصہ پریشان بھی ہوا تھا اور اپنی غلطی کا احساس بھی کرتا رہا لیکن بے ساختہ نیند اور پھر بیداری میں یہ کلمہ اور درود نکلتا رہا ہے اور وہ کہہ بھی رہا ہے کہ میں مجبور ہوں، میری زبان قابو میں نہیں ہے۔ تو اس میں اعتراض کس بات پہ؟

جواب 2:

یہ خواب ہے اور خواب سے عقائد و اعمال کا ثبوت نہیں ہوتا جیسا کہ اس پہ چار اصول ماقبل میں گذر چکے ہیں۔

اعتراض:

مرید کہتا ہے کہ میں بیداری کی حالت میں بھی یہی پڑھتا ہوں اگر حالت نیند میں پڑھتا تو اعتراض نہ تھا بلکہ اعتراض تو حالت بیداری میں پڑھنے پر ہے۔

جواب:

مرید خود کہہ رہا ہے کہ یہ بے اختیاری طور پر تھا اور میں اس سے سارا دن پریشان بھی رہا روتا بھی رہا اب بیداری میں غیر ارادی اور غیر اختیاری طور پر کچھ بھی سرزد ہو جائے شریعت کی رو سے اس پہ بھی حکم ارتداد وغیرہ نہیں ہے چنانچہ اس پر چند دلائل ملاحظہ ہوں:

1: رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا البقرۃ:286

ترجمہ: اے ہمارے رب اگر ہم سے بھول یا خطا سرزد ہو جائے تو اس پر ہمارا مواخذہ نہ فرمانا۔

2: عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِیَ الْخَطَاءَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ

ابن ماجہ، رقم الحدیث: 2045

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: بے شک میری امت سے اللہ تعالی نے نسیان اور خطا اور جس چیز پر ان کو مجبور کیا گیا ہو مواخذہ سے درگزر فرمایا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خطاء کی صورت میں کوئی خطاء یا کلمہ کفر بھی کہہ دے وہ قابل مواخذہ نہیں ہے۔

3: عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أنّه قال: للّٰهُ أشدُّ فرحًا بتوبة عبده حين يتوب إليه من أحدكم كان على راحلَته بأرضٍ فَلَاة، فانفلتت منه وعليها طعامه وشرابه، فأيِس منها، فأتى شجرةً فاضطجَعَ في ظلّها قد أيس من راحِلَته، فبينا هو كذلك إذا هو بها قائمةً عنده، فأخذ بخِطامها، ثمّ قال من شدّة الفرح: اللهمّ أنت عبدي وأنا ربُّك، أخطأ من شِدَّة الفَرح

صحیح مسلم ج 2 ص 355، رقم الحدیث: 2747

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالی اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جس نے کسی ہلاکت خیز جگہ میں پڑاؤ کیا۔ اس کے ساتھ اس کی سواری ہے جس پر اس کا سامان اور پانی بندھا ہے۔ (آرام کے لیے) اور (کچھ دیر کے لیے) سو گیا آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اس کی سواری کہیں جا چکی ہے۔ اس نے اپنی سواری کو بہت ڈھونڈا یہاں تک کہ جب گرمی اور پیاس وغیرہ شدید ہو گئی تو اس نے سوچا کہ میں اپنی اسی جگہ جہاں میں (سو رہا) تھا واپس جاتا ہوں اور وہاں سوتا ہوں یہاں تک کہ مجھے موت آ جائے۔ اس نے (لیٹ کر) اپنا سر اپنے بازو پر رکھا تاکہ اسی حالت میں مر جائے۔ (اس کی آنکھ لگ جاتی ہے پھر جو

آنکھ کھلتی ہے تو اچانک دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اس کے پاس ہی کھڑی ہے اور اس پر اس کا سامان اور پانی موجود ہے۔ اس بندے کو اپنی سواری اور اپنے سامان کے ملنے سے (اتنی) خوشی ہوتی ہے (کہ خوشی میں بے اختیار یہ کہہ بیٹھتا ہے کہ اللھم انت عبدی و انا ربك اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں) اللہ تعالی کو مومن بندے کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

فائدہ: چونکہ اس نے یہ کلمہ غیر اختیاری طور پہ خوشی میں کہا تھا اس لیے حدیث شریف میں اس پر کوئی فتوی کفر نہیں لگایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حالت اختیار اور حالت اضطرار کے احکام جدا جدا ہیں۔

4: علماء احناف نے بھی یہ اصول ذکر کیا ہے:

اَلْخَاطِیْ اِذَا جَرٰی عَلٰی لِسَانِهٖ کَلِمَةَ الْکُفْرِ خَطَاءً بِاَنْ اَرَادَ اَنْ یَتَکَلَّمَ بِمَا لَیْسَ بِکُفْرٍ فَجَرٰی عَلٰی لِسَانِهٖ کَلِمَةَ الْکُفْرِ خَطَاءً لَمْ یَکُنْ ذَالِکَ کُفْرًا عِنْدَ الْکُلِّ

فتاوی قاضی خان ج 6 ص 883

ترجمہ: بہر حال خاطی کی زبان پر جب خطاء کفر کا کلمہ جاری ہو گیا مثلاً وہ ایسا کلمہ بولنا چاہتا تھا جو کفر نہیں ہے لیکن خطاء اس کی زبان سے کفر کا کلمہ نکل گیا تو تمام فقہائے کرام کے نزدیک کفر نہ ہو گا۔

5: جناب مولوی احمد رضا خان صاحب بھی یہی فرماتے ہیں:

شریعت میں احکام اضطراری کے احکامات اختیار سے جدا ہیں۔

ملفوظات حصہ اول ص 55 فرید بک اسٹال 55

حضرت تھانوی (ت 1362ھ) نبی علیہ السلام کی صورت میں

اعتراض: کسی نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مولانا اشرف علی تھانوی کی شکل میں دیکھا۔

اصدق الرویا ج2 ص25

جواب 1:

یہ خواب ہے اور خواب سے عقائد و اعمال کا ثبوت نہیں ہوتا جیسا کہ اس پہ چار اصول ماقبل میں گذر چکے ہیں۔

جواب 2:

جب ہم اس کی تعبیر معبرین سے پوچھتے ہیں تو اس کی تعبیر انتہائی مبارک معلوم ہوتی ہے۔

چنانچہ مشہور معبر علامہ عبد الغنی نابلسی رحمہ اللہ {م 1143ھ} فرماتے ہیں:

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں متشکل ہوا اگر بادشاہت کا طالب ہو تو بادشاہت حاصل ہو گی، اور زمین اس کی فرمانبردار ہو گی، اگر ذلت کا شکار ہے تو اللہ تعالی عزت عطا فرمائیں گے، اگر علم کا طالب ہے تو اللہ تعالی علم عطا فرمائیں گے، اور اگر فقیر ہے تو مستغنی ہو گا، غیر شادی شدہ ہے تو اس کی شادی ہو گی۔

تعطیر الانام فی تعبیر المنام ص722